✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

جُعِلَتْ اُمَّتِیْ خَیْرَ الْاُمَمِ (حضرت محمدؐ)

میری امت کو بہترین امت بنایا گیا ہے

(تقریر نمبر10)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ

(آل عمران:111)

کہ تم بہترین امّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو یہ ان کے لئے بہت بہتر ہوتا۔ ان میں مومن بھی ہیں مگر اکثر ان میں سے فاسق لوگ ہیں۔

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رسلؐ!
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

معزز سامعین! آج مجھے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک فضیلت بیان کرنی ہے جو آپؐ نے خود یوں بیان فرمائی کہ جُعِلَتْ اُمَّتِیْ خَیْرَ الْاُمَمِ کہ میری امت کو بہترین امت بنایا گیا ہے۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أُعْطِيْتُ مَا لَمْ يُعْطَ أَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ. فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا هُوَ؟ قَالَ: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ وَسُمِّيْتُ أَحْمَدَ وَجُعِلَ التُّرَابُ لِي طَهُوْرًا وَجُعِلَتْ أُمَّتِي خَيْرَ الْاُمَمِ.

(ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ و مجمع الزوائد للهيثمى)

کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے وہ کچھ عطا کیا گیا جو انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کو نہیں عطا کیا گیا۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: میری رعب و دبدبہ سے مدد کی گئی اور مجھے زمین (کے خزانوں) کی کنجیاں عطا کی گئیں اور میرا نام احمد رکھا گیا اور مٹی کو بھی میرے لئے پاکیزہ قرار دیا گیا اور **میری امت کو خیر الامم یعنی بہترین امت بنایا گیا۔**

ترمذی کی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اُمّت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا دستِ رحمت جماعت پر ہے اور جو جماعت سے جدا ہوا وہ دوزخ میں گیا۔

(ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی لزوم الجماعة)

پھر آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ایسی بہت سی چیزیں حلال کر دیں جن کے بارے میں دوسری امتوں پر سختی کی گئی تھی اور ہم پر کوئی تنگی نہیں رہنے دی۔

(مسند أحمد 5/393)

ہم معاشرہ میں دیکھتے ہیں کہ ہمیں ایک جیسی ہر چیز میں اُس کے حُسن اور اچھائی کے لحاظ سے فرق نظر آتا ہے۔ اچھے، معیاری برانڈ اپنے نام اور کام کی وجہ سے مشہور ہو جاتے ہیں جنہیں لوگ بالخصوص نوجوان نسل مہنگا ہونے کے باوجود پسند کرتی، خریدتی اور استعمال کر کے اپنے کولیگس میں فخر بھی کرتی ہے۔ یہی کیفیت مذاہب اور

انبیاء میں بھی ہے۔ انبیاء ورُسل کی آمد کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور سرکارِ دوعالَم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر ختم ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اِن دو انبیاء کے درمیان ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء آئے۔ جو اپنی اپنی خوبیوں کے حامل تھے۔ اپنے اپنے دَور کے لئے اِن میں بعض تو اپنے ساتھ شریعت لائے اور اکثر اپنے سے پہلے نبیوں کے تابع رہے۔ اِن تمام انبیاء میں سے سب سے اعلیٰ، ارفع اور اکرم نبی سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کی خبر قرآن کریم سے پہلے کی شرعی کتب میں موجود ہے اور آپؐ کے اوصاف اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائے۔ آپؐ کو خَاتَم الانبیاء قرار دیا گیا اور کوثر کے دیئے جانے کا ذکر ہے۔ احادیث کو لیں تو سب سے پہلے حدیثِ قدسی کو لیتے ہیں جو قول تو اللہ کا ہوتا ہے مگر رسولِ خداؐ نے بیان کیا ہوتا ہے۔ جس میں فرمایا لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اے محمد! اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو یہ افلاک یعنی زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ جہاں تک احادیث کا تعلق ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے 100 سے زائد مقامات پر دیگر انبیاء ورسل کے مقابل پر خصوصیات وخصائل بیان فرمائے ہیں۔ اِن پر ادارہ "مشاہدات" کی طرف سے تقاریر تیار کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ جن میں سے 35 خصوصیات پر قلم آزمائی ہو چکی ہے۔ امام ابوسعید نیشاپوریؒ نے اپنی تالیف بعنوان "شرفُ المصطفیٰ" میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی 60 خصائل کا ذکر کیا ہے جو آپؐ کو دیگر انبیاء ورُسل سے ممیّز کرتی ہیں۔

(فتح البخاری جلد اوّل صفحہ 589)

سامعین! جیسے مَیں اوپر اعلیٰ اور اچھے برانڈ کا ذکر کر آیا ہوں جن پر اُن اعلیٰ کمپنیوں کی مہریں ثبت ہوتی ہیں اور اُن مہروں سے وہ برانڈ پہچانا جاتا ہے اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر خَاتَمُ النبیّین کی مہر ثبت فرما کر آپؐ کے دیگر تمام انبیاء ورسول پر ارفع واعلیٰ مقام دے کر سب سے مقدّم رکھا۔ جس کو حضرت ابو طالب کے شام کے ایک سفر پر راہب نے دیکھ کر یا علم پا کر آپؐ کو پہچانا تھا۔ دیگر شاملینِ وفد سے زیادہ مقام اور درجہ دے کر ممتاز کیا تھا اور کہا تھا یہ نبیوں کا سردار ثابت ہوگا۔ جب کسی امت اور کسی مذہب کا پیشرَو اور امام اتنی خوبیوں کا مالک ہو جو دوسرے انبیاء سے ممتاز کریں تو وہ امت بھی لازماً خیرِ اُمَم ہوگی۔ اِسی لئے تو آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

ہم ہوئے خیر اُمَم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسل!

آپؐ کے شعر کے اِسی مصرع کو بنیاد بنا کر مَیں آج اپنی تقریر میں خَیرِ امت کے دلائل دے رہا ہوں۔ ہم بارہا اِس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ کسی گروہ، فرقہ اور گروپ کی اچھائی یا بُرائی کی پہچان اُس کے لیڈر سے ہوتی ہے۔ اگر کسی گروہ یا ٹیم کا سربراہ یا کپتان خوبیوں اور صلاحیتوں کا مالک ہو تو اُس گروہ یا ٹیم کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔ اِسی حوالہ سے ہم جب اُمّتِ مسلمہ کے سربراہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرے انبیاء سے موازنہ کرتے ہیں تو دوسرے انبیاء کا کوئی مقابلہ آپؐ سے نہیں پاتے۔ جس طرح آپؐ کا مقام سب سے بلند وبالا ہے ویسے ہی آپ کی امت باقی تمام مذاہب اور اُمتوں سے ارفع واعلیٰ ومبارک ہے۔ اِسی لیے آپؐ نے فرمایا کہ جُعِلَتْ اُمَّتِیْ خَیْرَ الْاُمَمِ کہ میری امت کو خیر امم یعنی بہترین امت بنایا گیا ہے۔ یہ مضمون اتنا طویل اور حسین ہے کہ اِس پر بہت کچھ کہا جا سکتا ہے اور لکھا بھی۔ مگر مجھے آج محدود وقت میں اِس اہم مبارک مضمون کو نبھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اِس امت کے خصائل بیان فرمائے ہیں۔ اُن میں سب سے پہلے سورۃ آل عمران کی آیت 111 میں اِسے خیر امت قرار دیا جس کی تلاوت تقریر کے آغاز پر خاکسار کر آیا ہے۔ جس کی خصوصیت اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کی ہیں۔

تم بہترین امّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو یہ ان کے لئے بہت بہتر ہوتا۔ ان میں مومن بھی ہیں مگر اکثر ان میں سے فاسق لوگ ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"مسلمانوں کے سب سے بہتر ہونے کی یہ وجہ ہے کہ انہیں اپنے فائدہ کی بجائے سب دنیا کے فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔"

پھر سورۃ البقرۃ کی آیت 144 میں امتِ محمدیہ کو اُمَّۃً وَّسَطًا قرار دیا کہ اِس کے تمام کام معتدل ہیں۔ یہ اعتدال پسندی کی تعلیم دیتی ہے۔ اِن کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتدال پسندی کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا کہ تمام امور میں سے بہتری اُس کے تفریط وافراط سے بچ کر بَین بَین پر عمل کرنا ہے۔

سامعین! اِس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دسیوں مقام پر امتِ محدیہ کے خصائل و فضائل کا ذکر فرمایا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے اِس امت میں فیضانِ نبوت کو جاری رکھا اور غیر تشریعی نبی کے آنے کے سلسلہ کی اطلاع دی۔ جیسے سورۃ آل عمران آیت 180 اور سورۃ النساء آیت 70۔ اس سے ملتا جلتا مضمون سورۃ النساء آیت 70 میں منعم علیہ گروہ کے چار درجوں کا ذکر کیا۔ جو صرف امتِ محمدیہ سے خاص ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ یعنی مہدی معہود کے آنے کی خبر سورۃ الجمعہ آیت 4 میں دے کر اِسے خیرِ امم قرار دیا گیا۔ آپؐ کے بعد آپؐ کے مصدّق کے آنے کی پیشگوئی سورۃ ھود آیت 18 اور سورۃ البروج آیت 4 میں کر کے امتِ محمدیہ کو دوسری امتوں سے ممتاز قرار دیا۔

قرآن کریم میں بیان دسیوں خوبیوں اور خصائل کا ذکر طوالت کے باعث چھوڑتے ہوئے ایک اہم فضیلت کا ذکر کرتا ہوں اور وہ خلافت کا قیام اور اِس بابرکت نظام کا جاری ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور آیت 56 تا 58 میں ایسے مومنوں سے وعدہ لیا ہے جو اعمالِ صالحہ بجالاتے ہیں اور وہ برکتیں کیا ہیں جو اِس مبارک نظام کے ساتھ جوڑ دی گئی ہیں۔ جیسے

i۔ دین کی تمکنت اور مضبوطی

ii۔ خوف کا امن میں تبدیل ہونا

iii۔ شرک سے دوری اور توحید کا قیام

iv۔ نماز کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی اور اطاعتِ رسولؐ

یہی وہ مضمون ہے جسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے اور فرمایا یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ الْجَمَاعَۃِ کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔

سامعین! قرآن کریم سے ایک اور خوبی کا ذکر کر کے مَیں آگے بڑھوں گا اور وہ ہے کہ امت میں وحی و الہام کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے جبکہ دیگر امتیں اِس خوبی سے عاری ہیں۔ دیکھیں سورۃ حٰمٓ السجدہ آیات: 31-32

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ۔ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ

جس کا ترجمہ یہ ہے۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے، پھر استقامت اختیار کی، اُن پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور اس جنت (کے ملنے) سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔ ہم اس دنیوی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی اور اس میں تمہارے لئے وہ سب کچھ ہو گا جس کی تمہارے نفس خواہش کرتے ہیں اور اس میں تمہارے لئے وہ سب کچھ ہو گا جو تم طلب کرتے ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا زمانہ ان امتوں کے زمانے کے مقابل میں جو تم سے پہلے گزر چکی ہیں صرف اتنا ہی ہے جتنا کہ عصر کی نماز اور سورج کے غروب ہونے درمیان ہوتا ہے اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے کچھ مزدور کام پر لگائے اور اس نے کہا کون میرے لئے آدھے دن تک ایک ایک قیراط کی مزدوری پر کام کرے گا؟ یہ سن کر یہود نے ایک ایک قیراط پر آدھے دن تک کام کیا۔ پھر اس نے کہا کون میرے لئے دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کرے گا۔ یہ سن کر نصاریٰ نے دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس نے کہا کون میرے لئے عصر کی نماز سے سورج کے غروب ہونے تک دو دو قیراط پر کام کرے گا۔ سنو! ہوشیار رہو کہ تم وہ لوگ ہو جو عصر کی نماز سے سورج کے غروب ہونے تک دو دو قیراط پر کام کر رہے ہو۔ اچھی طرح سن لو۔ تمہارے لئے دوگنا اجر ہے جس سے یہود و نصاریٰ ناراض ہو گئے اور کہنے لگے: ہم نے کام زیادہ کیا اور دیا گیا تھوڑا۔ اللہ نے کہا۔ کیا مَیں نے تمہارے حق سے کچھ کم دیا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں!۔ اللہ نے فرمایا پھر یہ میرا انعام ہے، جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث 353)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”وہ لوگ جو دین کے لئے وعظ کرتے ہیں ان کی بھی دو ہی حالتیں ہوتی ہیں ایک وہ جو محض اِس لئے کھڑے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں اور امر بالمعروف کا جو فرض ان کو ملا ہے اس کو ادا کریں۔ بنی نوع انسان کی بھلائی کا جو حکم ہے اس کی تعمیل کریں اور اپنے آپ کو خیرِ اُمّت میں داخل ہونے کی فکر ہوتی ہے جس کا ذکر یُوں کیا گیا ہے کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ (الآیہ) تم بہترین اُمّت ہو جو لوگوں کے لئے مبعوث ہوئے ہو امر بالمعروف کرتے رہو اور نھی عن المنکر... مَیں دُنیا پرست

واعظوں کا دشمن ہوں کیونکہ ان کی اغراض محدود، ان کے حوصلے چھوٹے، خیالات پست ہوتے ہیں جس واعظ کی اغراض دینی ہوں وہ ایک ایسی زبردست اور مضبوط چٹان پر کھڑا ہوتا ہے کہ دُنیوی وعظ سب اس کے اندر آجاتے ہیں کیونکہ وہ ایک آمر بالمعروف کرتا ہے۔ ہر بھلی بات کا حکم دینے والا ہوتا اور ہر بُری بات سے روکنے والا ہوتا۔"

(الحکم 17 مارچ 1903ء۔ صفحہ: 14-15)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ آل عمران کی آیت 111 کے متعلق خطبہ جمعہ میں بیان فرماتے ہیں:

"یہ ایک ایسا مضمون ہے، ایک ایسی نصیحت ہے، ایک ایسی یاد دہانی ہے جس کا بار بار ذکر ہونا چاہئے اور مختلف زاویوں سے ذکر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان لانے والوں کے لئے، ایسے لوگوں کے لئے جو صرف ایمان کا دعویٰ ہی نہیں کرتے بلکہ اپنے ایمان کی حفاظت کرنے والے ہیں، اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے اس میں مضبوطی پیدا کرتے چلے جانے والے ہیں۔ اپنے ایمان کی حفاظت اور اس کی مضبوطی کے ساتھ ساتھ اپنی نسلوں کے ایمان کی حفاظت اور اس کی مضبوطی کے لئے بھی کوشاں رہتے ہیں اور پھر صرف اپنی اور اپنے اہل و عیال کے ایمان کی حفاظت اور اس میں مضبوطی کی کوشش ہی نہیں کرتے بلکہ اپنے ماحول میں رہنے والے ہر مذہب کے ماننے والے بلکہ لا مذہبوں کو بھی اس لئے نصیحت کرتے ہیں کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر نیکیاں بجالانے والے ہوں اور ایمان لانے والے بنیں، اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑی ذمہ داری مومنوں پر ڈالی ہے۔ وہ مومن جن کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور عاشقِ صادق کو مان کر اللہ تعالیٰ پر اپنے مضبوط ایمان کا اظہار کیا ہے۔ پس قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح جنہوں نے قرآنِ کریم کے احکامات اور ارشادات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو ہمیشہ سامنے رکھا اور شریعت اور قرآنی احکامات کو اپنی زندگیوں پر لاگو کرنے کی کوشش کی تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن سکیں اور اس میں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب بھی ہوئے، اس زمانے میں ہم احمدیوں کا فرض ہے جو قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل اور مضبوط ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے اور قرآنی احکامات کو اپنے پر لاگو کرنے کے لئے زمانے کے امام مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے کہ ہم اپنے جائزے لیں کہ ہم کس حد تک خیرِ امت ہونے کا حق ادا کر رہے ہیں۔ ہم کس حد تک انسانوں کے فائدے کے لئے ان کا درد دل میں رکھنے کا حق ادا کر رہے ہیں۔ ہم کس حد تک اپنے قول کے ساتھ ساتھ اپنے عمل سے نیک باتوں کی تلقین کر رہے ہیں۔ ہم کس حد تک اپنے عمل اور نصائح سے دنیا کو برائیوں سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ جائزے ہم اپنی طرف سے کسی قسم کا خود ساختہ معیار بنا کر نہیں لے سکتے۔ یہ جائزے ہمیں اس معیار کو سامنے رکھتے ہوئے لینے ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے مقرر فرمایا۔ اس کا میں آگے جاکے ذکر کروں گا۔ اور جب تک ہم یہ جائزے لیتے ہوئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے ہم ترقی کے راستے پر گامزن رہیں گے، ان شاء اللہ۔"

(خطبہ جمعہ 4 فروری 2011ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں خیرِ اُمم کے حقوق ادا کرتے ہوئے اِس کے تمام تقاضوں پر پورا اُترنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)